رجسٹرڈ نمبر اے ۲۰۲۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حب وطن از ملک سلیمان خوشتر
خار وطن از سنبل و ریحاں خوشتر
یوسف کہ بمصر بادشاہی می کرد
می گفت گدا بودن کنعاں خوشتر

پانزدہ روزہ

کاکوری اخبار

سالانہ چندہ	عہ
فی پرچہ	۱؍

جلد ۹ | کاکوری دوشنبہ یکم ستمبر ۱۹۴۱ء مطابق ۸ شعبان المعظم ۱۳۶۰ھ | نمبر ۹

اسلامی حالت

رباعیات از جناب حافظ ساجد علی صاحب عباسی مرحوم مغفور

وہ لوگ کہاں ہیں اب وہ اسلام کہاں
وہ صبح کہاں ہے اور وہ شام کہاں
وہ لطف و کرم وہ حب قومی نہ رہا
وہ نام کہاں رہا وہ اکرام کہاں

تعلیم ہے کچھ نہ تربیت کوشی ہے
خواب غفلت ہے خود فراموشی ہے
کیسی تہذیب صرف لفاظی ہے
سب بنے ٹھنے مست ہیں یہ مدہوشی ہے

جاگے نہ جگانے سے بھی ایسے سوئے
جینے کے مزے جو تھے وہ یونہی کھوئے
دنیا کے نہ دین کے مسلمان رہے
کس کس حالت پہ کوئی روئے

افسوس کہ اب کہیں گزارا نہ رہا
عالم میں کوئی ہائے ہمارا نہ رہا
اسلام میں بد رنگی ہے آبادہ ہی
آپس کی بھی الفت کا سہارا نہ رہا

وہ طور طریق مہمانی بدلے
وہ رسم و رسوم میزبانی بدلے
اکھاڑے بھئے غلام جیسے ساجد
آئین و اصول باستانی بدلے

میرا دیوانہ پن

از فیروز قریشی ۶۲ ٹیڑھی بازار لکھنؤ

دنیا مجھے پاگل کہتی ہے۔ سنسار والے مجھے دیوانہ سمجھتے ہیں۔ مگر کیا سچ مچ میں دیوانہ ہوں واقعی میں پاگل ہوں۔؟ ——

جھوٹ، غلط!! بالکل غلط سنسار والے جھوٹے ہیں مجھے دیوانہ کہنے والے خود دیوانے ہیں مکار، دنیا خود پاگل ہو گیا اس ناپاک نظام کو جسے "سماج" کہا جاتا ہے۔ نفرت کی نگاہ سے دیکھنے والا دیوانہ ہے؟

کیا ظالم سماج کے کباڑیوں سے جنگ کرنیوالا پاگل ہو؟ — اور یہی اور دیوانی دنیا مجھے پاگل کہتی ہو۔ اس سے کیا ہوتا ہو — میں مسرور ہوں انتہا مسرور ہوں — میں نے سماج کے نام پر روٹی کمانے والے چودھریوں سے بغاوت کی ہے۔ انکے فولادی پنجوں کو موڑ کر بیکار کر دیا ہے۔

میرے دوست — آج ہم آزاد ہیں۔ اس تیتری کی طرح جو کھلی فضا میں ناچتی پھرتی ہو۔ اس شوخ خوش رنگ بھونرے کی طرح جو کلیوں کا رس چوستا پھرتا ہو۔ جسے نہ باغ کا مالی روک سکتا ہے۔ نہ گلچین کی گرفت ——

آؤ میرے خورشید! پریم ساگر میں نہائیں۔ اور من مندر میں وہ دیا جلائیں جو کبھی نہ گل ہو سکے ——

میں نے تمہارے لئے اور صرف تمہارے لئے دنیا کی رنگینیوں سے منہ موڑ کر سماج کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کاکوری اخبار

جلد ۵ | کاکوری دوشنبہ یکم ستمبر ۱۹۴۱ء | نمبر ۹

شب برات

مذہبی اور اقتصادی نقطۂ نظر سے

حسب ذیل افتتاحیہ اخبار "مدینہ" نے گذشتہ شب برات کے موقع پر درج کیا تھا جسکے اقتباسات ہم اپنے اہل وطن کے استفادہ کیلئے آج درج کر رہے ہیں (اڈیٹر)

ہندوستان کے مسلمانوں میں مذہب سے بعد اور بیگانگی کی بنا پر جو خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں، اُن میں ایک بہت بڑی اور افسوسناک خرابی یہ ہے کہ یہاں کی دوسری قوموں کی دیکھا دیکھی انھوں نے بہت سی تباہ کن چیزیں اپنی معاشرت میں ہی نہیں بلکہ مذہب کے دائرہ میں بھی داخل کر لی ہیں۔ انھی چیزوں میں شب برات کی وہ رسم و رواج بھی شامل ہیں جن کو ہندوستان کے لاکھوں مسلمان مذہب کا جز یا تفریح اور دل بستگی کا بہتر ذریعہ سمجھکر نہایت شوق اور اہتمام کے ساتھ پورا کرتے ہیں شب برات کی آمد سے بہت پہلے اس کیلئے دھوم دھام سے تیاریاں شروع ہو جاتی ہیں اور پندرھویں شعبان کی رات کے آتے ہی بڑے بڑے اور سنجیدہ لوگ بھی تھوڑی دیر کے لئے اپنی بزرگی اور متانت کا جامہ اُتار کر بالکل بچوں کی طرح آتش بازیوں میں لگ جاتے ہیں، اور گھر گھر اس طرح چراغان ہوتا ہے اور اس طرح حلوے اور مٹھائیاں کھائی اور کھلائی شروع کر دی جاتی ہیں گویا مسلمانوں کے ہر فرد کو دفعتہً قارون کی دولت ہاتھ آ گئی ہے جسے بے دردی کے ساتھ لٹا کر وہ اپنے دل کے حوصلے نکالنا چاہتا ہے یا مذہباً وہ ان چیزوں کو اتنا اہم سمجھتا ہے کہ ان کو پورا کئے بغیر وہ بہ خیال خویش مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں قرار پا سکتا ہے۔ حالانکہ اگر ذرا بھی عقل و فہم سے کام لیا جائے تو آسانی کے ساتھ یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ مذہب تو کیا خالص دنیاوی نقطۂ نظر سے بھی ان چیزوں کے جواز کی کوئی بنیاد نہیں ہو سکتی ہے۔

شب برات کی مذہبی حیثیت۔ مذہباً شب برات کی جو حیثیت ہے اس کا ان رسم و رواج سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں ہے جہاں تک ہمیں علم ہے قرآن مجید یا اصح الکتب بعد کتاب اللہ یعنی بخاری شریف اور مسلم شریف میں کوئی ایک آیت یا حدیث بھی ایسی موجود نہیں ہے جس سے شب برات کی خصوصی اہمیت پر کوئی خاص روشنی پڑتی ہو۔ ہاں حدیث کی بعض اور معتبر کتابوں مثلاً ابن ماجہ وغیرہ میں اس رات کے کچھ فضائل اور اوصاف مذکور ہیں اور اسی کے ساتھ کچھ روایتیں ایسی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ اس رات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک کیا ہوتا تھا لیکن آپ کے عمل یا شب برات کے فضائل کی روایات میں ہمیں پوری کد و کاوش کے بعد بھی کوئی ایسی چیز نہیں مل سکی جس سے ہندوستانی مسلمانوں کے خرافات و بدعات کا اڈا ابرا... تان کر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسوہ یا شب برات کے فضائل کی مقتضیات سے ملایا جا سکے۔ شب برات کے متعلق ہر قسم کی روایات و احادیث کو سامنے رکھ کر جو کچھ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے وہ مختصراً صرف یہ ہے کہ اس رات کو خالق دو جہان نے مخصوص برکات و انوار کے نزول کے لئے مختص فرمایا ہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی اس رات کو عبادت و انابت میں خصوصی اہتمام فرمایا کرتے تھے اور دن میں روزے رکھا کرتے تھے اور عام مسلمانوں کو بھی ہدایت فرما دی تھی کہ

اذا کانت لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلھا و صوموا یومھا۔	جب شعبان کی پندرھویں رات ہو تو رات کو عبادت کرو اور دن کو روزہ رکھو

بس یہ ہے اس رات کی شرعی و مذہبی حیثیت ۔ اب غور کیجئے کہ ہم شب برات میں جو کچھ کرتے ہیں اس کا اس رات کی حقیقی مقتضیات سے کیا تعلق ہے ۔ آنحضرت صلعم کے ارشادات اور اسوہ حسنہ کا تقاضہ تو یہ ہے کہ ہم اس رات کو خاص طور سے توبہ و استغفار میں بسر کریں اور توجہ و انابت الی اللہ کے ذریعہ اس روحانی طاقت کو حاصل کرنے کی کوشش کریں جو انسان کو سلاطین و امرا کی غلامی کی زنجیروں سے نجات دلا دیتی ہے ۔ جو قدیم اوہام و خرافات کا پردہ دفعۃً چاک کر کے رکھ دیتی ہے ۔ لیکن بجائے اس کے کہ ہم شب برات میں اس روحانی طاقت کو حاصل کرنے کی کوشش کریں ہماری سرگرمیوں کا دائرہ آتش بازی، چراغاں اور حلوے اور شیرینی کھانے اور کھلانے تک محدود ہو کر رہ گئی ہیں اور ہم نے ان بدعات و خرافات کو مذہب کا ایک ضروری جز قرار دے لیا ہے ۔ اس سے بڑی بدبختی مسلمانوں کی اور کیا ہو سکتی ہے بدعات سے علماء دین کی نفرت کا حال تو یہ ہے کہ شیخ ابراہیم حلبی شب برات لیلۃ القدر وغیرہ میں کسی عبادت کو بھی لازمی اور رسم بنانا جائز نہیں سمجھتے چنانچہ انہوں نے ایک جگہ شب برات وغیرہ کی نمازوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ (ترجمہ) اگر کوئی شخص اس قسم کی نمازوں کو چھوڑ دے تاکہ لوگ یہ سمجھ جائیں کہ یہ نمازیں شعائر اسلام میں سے نہیں ہیں تو یہ اچھا ہے ۔"

لیکن مسلمانوں کی کیفیت یہ ہو گئی ہے کہ سراسر مسرفانہ اور تباہ کن بدعات کو اختیار کرنے سے بھی انکو اجتناب نہیں ہوتا اقتصادی نقطہ نظر سے ۔ اب شب برات کی موجودہ بدعات و خرافات پر اقتصادی نقطہ نظر سے غور کیجئے ۔ مشہور بات ہے اور اس میں مبالغہ کو مطلق دخل نہیں ہے کہ اس وقت ہندوستان کی قوموں میں سب سے زیادہ تباہ اور ابتر حالت مسلمانوں کی ہے تعلیم میں وہ سب سے پیچھے ہیں، تجارت میں اُن کا درجہ بمنزلہ صفر کے ہے صنعت و حرفت جو کبھی انکے گھر کی لونڈی تھی، اس پر بھی اب انکا بہت ہی معمولی دسترس رہ گیا ہے ایسی حالت میں یہ کہاں تک مناسب ہو سکتا ہے کہ ہم اپنی اہم ضروریات کو چھوڑ کر ہر سال شب برات کی آتش بازی، چراغاں اور حلوے مانڈے پر اپنی گاڑھی کمائی کا لاکھوں روپیہ برباد کر ڈالیں ۔ ہندوستان کی دوسری قومیں اگر بعض مواقع پر اس قسم کی خرافات کا مظاہرہ کرتی ہیں تو اس میں وہ معذور ہیں کیونکہ ان کے یہاں ان چیزوں کی بنیاد مذہب اور مذہبی روایات پر قائم ہے لیکن اس کے برعکس ہمارا مذہب نہ صرف یہ کہ ان چیزوں کو بہ نظر استحسان نہیں دیکھتا بلکہ ناجائز اور ممنوع قرار دیتا ہے ۔ پھر اگر ہندو قوم اپنے تہواروں کے موقع پر آتش بازی یا چراغاں یا تفریحوں پر اپنی دولت صرف کرتی ہے تو اس کو اس کا حق بھی ہے کیونکہ اس کے پاس بے انتہا دولت ہے ۔ اور اس کی ان فضول خرچیوں کا اس کی قومی اور اجتماعی زندگی پر کوئی برا اثر نہیں پڑتا ہے لیکن مسلمانوں جیسی فاقہ مست اور قلاش قوم کے لئے جس کی زندگی کا شیرازہ مالی تباہ حالی کی بنا پر بکھرا ہوا ہے یہ کسی حال میں بھی جائز نہیں ہو سکتا کہ وہ ہندوؤں کی تقلید میں اپنی رہی سہی پونجی بھی نذر آتش یا وقف شوق کر دیں ۔ شب برات کے موقع پر ہندوستان کے مسلمان ہر سال سرسری اندازہ کے مطابق ستر پچھتر لاکھ روپیہ آگ اور لہو و لعب کی نذر کر دیتے ہیں ۔ غور کیجئے اگر یہ رقم اجتماعی اور ملی ضروریات پر صرف کی جائے تو اس سے قوم کو کتنا زبردست فائدہ پہنچ سکتا ہے ۔

مسلمانوں کی بیشمار ضروریات ہیں جو ہندوستان میں ان کی سیاسی، مذہبی اور تمدنی حیثیت کو برقرار رکھنے کے لئے بے انتہا اہم ہیں لیکن محض روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے ان کی تکمیل نہیں کیجا سکتی ہے ایسی حالت میں ہر مسلمان کو اپنی جگہ سوچنا چاہئے کہ شب برات کے موقعے پر آتش بازی اور چراغاں پر لاکھوں روپیہ برباد کرنا کہاں تک دانشمندی ہے ۔

"جنگ کا تیسرا سال"

ازجناب تماشائی کاکوروی انڈیٹر بھینی ما

بارہ بارہ ۲۴ مہینے ہو چکے زمانہ گذرتے دیر نہیں لگتی ۲۴ برس پہلے جنگ عظیم کے ۱۴ نقاط ابھی تک اپنا اثر دکھلانے بھی نہ پائے تھے کہ ولسن کی روح زندہ جاوید کرنے کیلئے پریسیڈنٹ روزویلٹ اور مسٹر چرچل نے عالمگیر جنگ کو مزید دو سال تک جاری رکھنے کے واسطے ۱۴ اگست کو وہ تاریخی آٹھ نقاط پیش کئے جنھوں نے گذشتہ ربع صدی کے تلخ واقعات اور انجمن اقوام کی بے بسی پر آٹھ آٹھ آنسو بہا کر "یورو پین نیو آرڈر" کے جواب میں "ورلڈ نیو آرڈر" کے برلٹ پر اوقیانوس کے کسی نامعلوم مقام کو اسیا متر نم کر دیا کہ فضائی ارتعاش نے مشرق سے مغرب تک زندگی کی نئی لہر دوڑا دی اور غیر متمدن ایشیائی قوموں کو بھی ان علمبرداران آشتی کی دلبری پر دل سے واہ واہ نکالنی پڑی۔ اقبالمند ہے وہ قوم جسکا ناخدا طوفان کے تھپیڑوں کو خاطر میں نہ لائے ہمت و استقلال کے ساتھ دشمن کی گولہ باری کے لئے سینہ سپر ہو جائے اور اوقیانوس کے جلتے ہوئے پانی میں "پرنس آف ویلز" کے عرشہ پر اپنی قومیت اور شہنشاہیت کی بقا دنیا کے لئے زندگی کو خطرہ میں ڈال کر قدیم "ایک جدی" تعلقات کی تجدید کرے اور تمام عالم کو حیرت انگیز طور پر "نئے نظام" کی تشکیل کا خاکہ سمجھا جائے ــــ!!

جس وقت مغربی سمندروں میں امن و امان کے استحکام اور صلح و آشتی کے قیام کی تجویزیں ہو رہی تھیں اس وقت نصف کرہ شرقی کے مغربی حصہ میں "پیشوایان نظام جدید" روسی الحاد کے خلاف جہاد اکبر میں مصروف پیکار ہو کر خون پانی ایک کر رہے تھے "مارشل ورسلو" کے آہن پوش دستے سرخ افواج کی بے جگر مدافعت سے متاثر ہو کر "لینن گراڈ" پر حملہ آور ہونے کے بجائے اپنا رخ تبدیل کرنے پر مجبور ہوئے جرمن افواج جھیل "المن" پر قابض ہو گئیں اور ماسکو کے رسل و رسائل منقطع کر کے "لینن گریڈ" کا محاصرہ کر لیا "فن لینڈ" کے اتحادیوں نے بحرہ بالٹک سے فضائی اور بحری تاخت اور جرمن یورش کے درمیان "لینن گریڈ" کو محصور کر لینے سے روس کی بحری قوت کو قابل لحاظ نقصان پہونچایا اور روسی بحری مراکز خطرہ میں پڑ گئے "مارشل بوک" نے "اسمولنسک" پر قبضہ کرنے کے بعد خندقوں کی جنگ شروع کر دی جرمن افواج شہر مذکور شمالی و جنوبی سرحدوں سے گذرتی ہوئی "ماسکو" کی طرف پیشقدمی کر رہی ہیں روسی سپہ سالار "مارشل ٹیموشنکو" نے بڑی دانائی کے ساتھ "گریز پا" دستوں کو جرمن پیشقدمی کا مقابلہ کرنے کے لئے چھوڑ دیا اور اپنی زبردست عسکری جمعیت کے ساتھ "ماسکو" کے راستے میں سد سکندری کے مانند حائل ہو گیا ــــ!!!

"مارشل رینڈسٹٹ" کی افواج رومانوی و ہنگری عساکر کی مدد سے شہر کیف کے شمالی و جنوبی نواح سے گذرتی ہوئی "یوکرین" کے جنوبی علاقہ میں داخل ہوئیں روسی جنرل "مارشل بڈنی" نے عظیم الشان داد شجاعت دی جرمن افواج کو سخت مشکلات کا سامنا ہوا اور نوبت بایں جا رسید کہ جرمن "فیوہرر" کو میدان کارزار میں آنا پڑا۔ جرمنی کے قابل رشک "کرینک" دستوں کو سخت ہزیمت ہوئی مایوس کن اطلاعوں سے مفتوحہ علاقہ جات میں بے چینی کے آثار نمایاں ہونے لگے لیکن "عفریتی" قوت نے پانسا پلٹ دینے کی تیسری زبردست چال چلی۔ ہوائی اور میکانی افواج کا دباؤ "کیف" کے جنوبی علاقہ پر پڑنا شروع ہوا "مارشل بڈنی" کو جدید صف بندی کی ضرورت محسوس ہوئی اور اوڈیسہ کا باعث رشک اور ناقابل تسخیر بندرگاہ محصور ہو گیا۔ جرمن افواج بحر اسود کے مغربی حصہ پر قابض ہو گئیں اور مارشل بڈنی کو دریائے "نیپر" کے پار اپنی افواج ہٹانی پڑیں جس کی بدولت نصف "یوکرین" جرمن کے قبضہ میں آ گیا "یوکرین"

آدھا صنعتی منطوبہ بحر اسود کے زبردست بحری مرکز اور نواح "رکیبف" کا علاقہ اس شیطانی ٹڈی دل کے" ہاتھ آیا۔ روسی بحری قوت کو زبردست صدمہ پہونچا اور "کریمیا" خطرہ میں آگیا ہے۔ جرمن افواج کی پیشقدمی جاری ہے۔ جنگ کا تیسرا سٹالن گراڈ شروع ہو چکا ہے سرخ افواج قدم قدم پر دشمن کا مقابلہ کر رہی ہیں آنے والے دن خود ظاہر کرینگے کہ "یوکرین" پر جرمنوں کا قبضہ روسی مقاومت پر بالعموم اور مشرق وسطے کے لئے بالخصوص کس قدر خطرناک چیز ہے ـــــ !!!

اس عرصہ میں برطانوی فوجیں بحر روم میں مصروف جنگ وجدال رہیں جرمنی بحری قوت کو کافی صدمہ پہنچایا گیا طبرق کی فوجوں نے قابل لحاظ سرگرمی دکھلائی۔ اور برطانوی ہوابازوں نے مغربی جرمنی کے صنعتی مرکزوں اور فرانسیسی ساحل کے فوجی مورچوں پر زبردست بمباری کی اور جنگی سعی کو زیادہ شدت کے ساتھ روبہ کار لانے کے لئے "مخالف محور" اتحادیوں نے ماسکو میں ایک کانفرنس کے ذریعہ دشمن کو زک پہونچانے کی تجاویز پر غور کرنے کا تصفیہ کر لیا ہے تاکہ جرمنی کی عسکری قوت کو ہوائی اور میکانی قوتوں کے ساتھ ساتھ ذہنی انقلاب کے ذریعہ بھی کمزور تر کر دیا جائے اور بعد ازاں اتحادی فوجیں پایۂ تخت "برلن" کا سقوط کر کے ہٹلر کی ظالمانہ کارروائیوں کا خاتمہ کر دیں اور ایک عالمگیر نظام کے ذریعہ تمام دنیا کو ازسرنو تعمیری مشاغل میں مصروف کرا دیں ـــــ !

ہٹلر کی جنگی کارگردگی کا اندازہ کرتے ہوئے یہ پیش قیاسی غلط نہیں ہو سکتی کہ آئندہ ہفتہ عشرہ میں جرمن افواج دریائے "ڈنیپر" کے دشوار گذار راستے کو عبور کرنے اور کوہ قاف کی سنگلاخ وادی کو طے کرنے کے بجائے "کریمیا" پر قابض ہو کر بحر اسود کے تیل کے مخزنوں "باکو" اور "باطوم" پر اقتدار حاصل کرنے کی کوشش کرینگے اور اگر بدقسمتی سے جرمنی کی یہ شاطرانہ چال کامیاب رہی تو اس کے صاف معنی یہ ہوں گے کہ آئندہ "میثاق سعد آباد" کے متعاہدین یعنی فارس، عراق اور ترکی کو معدنی تیل سے محروم ہونے کے بعد یا تو "محوری قوتوں" کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑے گا یا برطانوی شہنشاہیت کے دوش بدوش اپنی آزادی کو برقرار رکھنے کے واسطے تاریخ قدیم کا اعادہ کرنا پڑے گا۔

جنگ کے بادل مشرق وسطی پر اس کے قبل بھی آ چکے تھے مگر بھلا ہو بہادر فرزندان ہند کا جنگی تاریخی شجاعت کی بدولت فضا کثیف میں لطافت پیدا ہوئی اور امن وسکون کے پیغمبروں نے عراق وشام کو آزادی کی بشارت دے کر صراط مستقیم پر لانے میں کامیابی حاصل کر لی لیکن شیطانی لشکروں کے پیش خیمہ "گو سٹانگر" یا "نفشہ کالم" والے لوگوں نے فارس کی آزادی کو معرض خطر میں ڈالدیا۔ روسیوں نے آنے والے خطرہ سے شاہ ایران کو آگاہ کیا۔ برطانیہ نے جانی ومالی امداد کا وعدہ کیا اور حکومت ہند نے حق ہمسائگی ادا کرتے ہوئے ممکنہ دفاعی اغراض کیلئے فارس کی سرحدوں پر ہندی افواج کو متعین کر دیا اور بہت بڑی حد تک مشرق وسطے میں پیدا ہونے والے خطرات کے امکان کو کمتر بنانے کی کوشش شروع کر دی تھی۔ لیکن ابھی اس مرض کا علاج شروع ہی ہوا تھا کہ مشرق بعید میں ایک نئی رگ پھڑکنے لگی: "جاپانی محوری ساز" نے ہماری "ایشیا" کا رنگ لایا اور "ویشی" کی شکست خوردہ حکومت کو ہند چین کے فوجی مرکزوں اور فضائی اڈوں پر جاپانی بیڑا اتارنے کی اجازت دینا پڑی۔ تقریباً ڈیڑھ لاکھ جانبازوں نے بحر الکاہل کے وسطی ساحلوں پر "ماہیگیری" شروع کر دی اور میکانی افواج "سیلگاؤ" کے ہر چہار طرف تمام ہند چین پر قابض ہو گئیں۔ برما اور چین کے جنوبی صوبے کو ملانے والی سڑک جاپانی توپوں کے زد میں آگئی اور سیام کی موجودہ مشرقی حکومت کو اپنی آزادی برقرار رکھنے کے لئے جنگی تیاری کی ضرورت محسوس ہوئی "سیگاؤن" کے فضائی اڈے پر جاپانی بیڑا اترنا ہوا سنگاپور کے فضائی اڈے سے مخدوش نظر آیا تو حکومت ہند اور آسٹریلیا کی دولت عامہ کے باہمی اشتراک سے "بحر ہند کی کنجی" کی چوکسی شروع ہو گئی برطانوی میکانی افواج اور ہندی رسالے سیام

اور ملایا کے سرحد پر متعین کیے گئے اور ۱۳ر اگست سے کے تاریخی اعلان نے "میکڈو" کو آخری دفعہ آگاہ کر دیا کہ "جزائر شرق الہند" یا سیام کی آزادی میں مزید خلل برطانوی اور امریکن مفادات کے خلاف سخت ترین تشدد تصور کیا جائے گا اور جنگ کے شعلے بحرالکاہل کی خاموش فضاؤں کو سخت ترین تلاطم اور عالمگیر تباہی میں مبتلا کر دینگے ــ !!! فقط مورخہ ۳۰ر اگست سنہ ء

شامِ جوہو کا ایک واقعہ

اختر کمال آزاد عباسی حسینی کاکوروی

ساحل جوہو کے پس منظر (بیک گراؤنڈ) میں دور افق بعید پر نارنجی رنگ کا سورج غروب ہو رہا تھا۔ سمندر کی لہروں میں جو تیز و تند ساحلی ہوا سے اچھل اچھل کر سینہ زنی بال کر رہی تھیں۔ ہزاروں سورج اگن نازک اندام پارسی لڑکیوں کے کمان ابرو کا مرقع بنے ہوئے تھے۔ جو تفریح طبع کیلئے ہر شام ایک کثیر تعداد میں ساحل سمندر پر جمع ہو جاتی ہیں۔ سمندر کی شوریدہ سر لہریں ساحل سمندر سے آ کر ٹکرا رہی تھیں۔

کالج کے طلباء، خوش پوش، نوجوان، نازک اندام، دلکش شکل کے لڑکیاں لڑکے ایک انداز استغنا سے بنچ پر بیٹھے ہوئے خوش گپیاں کر رہے تھے اور نوکیلے پتھروں، ساحلی بالو سے بالکل لاپرواہ معلوم ہوتے تھے۔ ملازم پیشہ اور تجار اصحاب دن بھر کی جسمانی اور دماغی محنت کے بعد آرام کرسیوں پر دراز شربت کے سرد گلاسوں کا لطف اٹھا رہے تھے۔ ساحل سمندر کی سنگین عمارت ہوٹل قہوہ خانہ وغیرہ، نرم و نازک، لاچار آوازوں، اور روح کو مست اور دل و دماغ کو گھونٹنے والے نغموں سے نقرئی قہقہوں کی جھنجھناتی ہوئی صدائے بازگشت سے گونج رہے تھے۔

اتنے میں اولمپس کا شوخ ترین باشندہ "کیوپڈ" اپنے ننھے ننھے مضبوط بازوؤں سے بنگلوں فضائے آسمانی میں مصروف پرواز نظر آیا۔ نیلی فضا کے پس منظر میں سفید سفید بادل، روئی کے گالوں کیطرح تیر رہے تھے اور دور۔۔۔۔ افق بعید پر شوخ رنگ کی شفق اسکی مقابل بنی ہوئی تھی۔ لڑکے کی چمکدار آنکھوں سے تبسم ظریفی پھوٹی پڑتی تھی۔ اُس کے شریر لبوں پر ایک چھپی ہوئی مسکراہٹ رقصاں تھی شیطنت مجسم آج نہ معلوم کتنے معصوم دلوں کو مجروح کر چکا تھا۔ انہیں سے کتنے ہی ڈوبتے ہوئے حسین سورج کو خود فراموشانہ انہماک کیساتھ دیکھ رہے تھے۔ سمندر کی لہریں انکی تفریح طبع کا سامان بنی ہوئی تھیں۔ اور گھنے پیڑوں کے نیچے اور شاخیں انکا تفریح بخش اور رومانی سایہ۔ انکے انہماک کو توڑنے والی کوئی چیز اگر تھی تو اپنے ساتھیوں "کیوپڈ" کے تیر سے مجروح معصوموں پر ایک نیم نگاہی جسکا جواب ایک چھپی ہوئی زیر لب مسکراہٹ سے ملتا تھا۔ جس میں ہزاروں نامہ و پیام کی ترجمانی کی صلاحیت موجود ہوتی تھی۔

خدا معلوم کتنے دلوں کو کیوپڈ نے مجروح کر کے حزن و ملال کا نشانہ بنا دیا تھا۔ یہی وہ لوگ ہیں جو "حسرت"، "ارمان"، "نامرادی" کے علاوہ دوسرے الفاظ اپنی زبان سے بہت کم نکالتے ہیں۔ یہی ہیں وہ بدنصیب جنکا ذکر اولمپس کی صحبتوں میں جہاں "ونیس"، "جونو"، "جیوپیٹر"، "اپالو" وغیرہ سب ہی موجود ہوتے ہیں۔ "محبت کا دیوتا" "ناکام محبت" کے نام سے کرتا ہے۔

تمام دن مصروف پرواز رہنے کے بعد محبت کا دیوتا تھک کر چور ہو گیا تھا۔ اور وہ بلند قامت سرو کی جڑ پر سر رکھکر، اپنی آنکھیں ایک انداز طمانیت کے ساتھ بند کیے "شفاف ہوا کا" اور چھلی ہوئی سرد چاندنی کا (جو کہ شبے باؤن لالہ زار وادئی محبت میں مصروف سیر رہتی ہیں) لطف اٹھانا چاہتا تھا۔ مگر شرارت کی عادت! اس ننھے سے نیلے رنگ کے چمکدار ترکش میں دو تیر موجود تھے۔ انہیں استعمال کیے بغیر، دو معصوم دلوں کو مجروح کیے بغیر وہ اولمپس کیطرف کیسے لوٹ سکتا تھا۔ نئے شکار کی تلاش میں تھا۔

شریر لڑکے کی نیلی چمکدار آنکھوں کی چمک ایکدم تیز ہو گئی۔ اسے شکار مل گیا تھا۔ فلک پاش قہقہوں، دلکش تبسموں کی زد سے دور ایک خوبصورت اور دلکش لڑکی اور ایک دلفریب شکل کا جوان لڑکا اپنے خیالات میں محو نظریں نیچی کیے ہوئے ٹہل رہے تھے!

کیوپڈ افق بعید کے عین اوپر فضا میں ایک لمحے کیلئے معلق ہوا۔ کوندے نیلے رنگ کے دو چھوٹے چھوٹے تیر اپنے ترکش میں سے کھینچ لئے۔ اسکے آخری تیر! کمان کندھے سے اتار کر اسمیں تیر لگائے۔ چمکدار نوکیں اپنے اپنے

شکار کیطرف مڑ گئیں۔ سنہری تیر کھنچا اور دونوں تیر ایک تیز اڑنے والے عقاب کیطرح بادلوں کو چیرتے ہوئے بیک وقت ساحل جو ہو کیطرف پرواز کر گئے۔ نوجوان جوڑے کی نظریں ایک ہی ساعت اونچی ہوئیں اور مل گئیں! اسی کیساتھ دل بھی مل گئے۔ دونوں کے لب ہلے۔ کیوپڈ یہ نہ سن پایا کہ انھوں نے کیا کہا، مگر لڑکے کے بڑھے ہوئے ہاتھ کا استقبال ایک گداز، نرم و نازک ہتھیلی نے کیا۔ دونوں کے جسم میں بجلی کی رو دوڑ گئی۔ نوجوان نے ہاتھ پر ایک نرم سا دباؤ محسوس کیا۔ دوشیزہ سلمیٰ نیلے رنگ کی کسی لب جو جھاڑی میں سے ٹمٹماتے ہوئے تارے سے مشابہ آنکھیں اسکی آنکھوں میں بیخودی کے عالم میں جاذب ہو کر رہ گئیں۔

افسانہ نویس کے کانوں میں دو لوچدار آوازیں گونج گئیں:

"سلمیٰ! میں تم سے قریب ہوتے ہوئے بھی کسقدر دور تھا! مجھے اس کا احساس آج ہوا"

"ہاں، اختر!"

کیوپڈ مرتعش لبوں کو دیکھ کر ہاں ایک نگاہ غلط انداز سے دیکھ کر اپنی کامیابی پر مسکرایا، اور سپید بادلوں کو چیرتا ہوا، شوخ رنگ کے شفق کے پیچھے، افق بعید پر شہاب ثاقب کی طرح ڈوب گیا!

متزلزل بادلوں نے جانے والے کے تھرتھراتے ہوئے جسم کی جھلکی کھائی۔ اور فضا ساکت ہو گئی!۔

وطن کی خبریں

نوٹ:۔ اعزہ احباب و جملہ اہل وطن سے جو باہر ہیں خواہ وطن میں گذارش ہے کہ اپنے یہاں کی قابل اندراج خبریں اور اطلاعات دفتر میں روانہ کرکے مشکور کرتے رہیں۔ اڈیٹر

موسم:۔ گذشتہ عشرہ میں بارش بالکل نہیں ہوئی۔ فضا میں اکثر ابر چھایا رہا لیکن پانی نہیں برسا کسی کسی دن معمولی بوندا باندی ہوئی۔ ہوا عموماً ٹھنڈی چلتی ہے۔ البتہ جب آسمان بادلوں سے صاف ہوتا ہے اور دھوپ ہوتی ہے تو آفتاب اپنی پوری تپش دکھاتا ہے جس سے حدت تمازت کی تکلیف ہوتی ہے رات کو خاصی ٹھنڈک ہوتی ہے اور نیند خوب آتی ہے اگر مچھروں کی یورش نہ ہوئی ہو۔ پانچ بجے شام سے عموماً ہوا بند ہو جاتی ہے اور کچھ دیر کے لیے حبس ہو جاتا ہے لیکن کچھ رات گذرنے پر ہوا چلنے لگتی ہے مجموعی حیثیت سے موسم خوشگوار ہے۔ ابھی دو چار اچھے پانی کی ضرورت بیان کی جاتی ہے۔ اگر خدانخواستہ بارش میں تعویق ہوئی تو قحط کا اندیشہ ہے۔

آب و ہوا:۔ وبائی شکایت بفضلہ تعالیٰ اس طرف بالکل نہیں سُنی گئی۔ نزلہ زکام کی وجہ سے لوگوں کو بخار آنے کا حال سنا گیا ہے اور ملیریا کے بھی کچھ لوگ شکار ہوئے۔

ملازمت:۔ یہ دریافت کرکے خوشی ہوئی کہ منشی معین الدین حسن علوی ایم۔ اے، بی۔ ٹی خلف منشی عطا حسین مرحوم کا تقرر بحیثیت ہیڈ ممبر انگریزی ادب اسلامیہ انٹرمیڈیٹ کالج اٹاوہ بمشاہرہ ۶۰ تا ۱۰۰ روپیہ عمل میں آیا ہے اور حامد ہوسٹل کے سپرنٹنڈنٹ کے فرائض بھی انجام دینگے جسکے صلہ میں کھانا ہوسٹل سے فری ملے گا۔ خداوند کریم مبارک فرمائے اور جلد ترقی عطا کرے۔

صحت و سکون:۔ (۱) بیوہ قاضی علیم الدین مرحوم (مولوی محلہ) کو گذشتہ عشرہ میں اسہال کی شکایت ہو گئی تھی اور متعدد دست آئے گئے۔ اب بفضلہ تعالیٰ اچھی ہیں اور طبیعت بالکل چاق ہے۔

(۲) عین الدین سلمہ خلف مولوی یقین الدین سلمہ کے متعلق معلوم ہوا کہ پھر بخار آگیا تھا جو بفضلہ جلد دفع ہو گیا۔ بچہ کمزور بہت ہو گیا ہے، پرہیز احتیاط اور دوائیں جاری ہیں۔ خداوند کریم صحت کاملہ عطا فرمائے۔

(۳) حیدرآباد کی ایک تحریر سے معلوم ہوا کہ مولوی مصلح الدین احمد اسیر کی شکایات میں کچھ افاقہ ہو رہا ہے، ضعف و نقاہت میں بھی کچھ کمی ہے اور از خود اُٹھنے بیٹھنے لگے ہیں۔ غذا میں اب چپاتی شوربہ ملنے لگا ہے مگر ابھی ہاضمہ ٹھیک نہیں ہے۔ قبض لاحق ہو جانے سے مرض کے پھر عود کرنے کا اندیشہ رہتا ہے۔ دواؤں کا استعمال برابر جاری ہے۔ خدا کرے اسیر صاحب کی جملہ شکایتیں جلد دفع ہوں اور اُن کے بالکل صحیح و تندرست ہونے کی اطلاع ملے۔

علالتیں :- (۱) قاضی انتظار علی خاں صاحب عباسی کے متعلق کلکتہ سے اطلاع ملی تھی کہ وہ عنقریب وطن آنے والے ہیں اور ۲۴ر کے بعد وہاں سے روانگی کو لکھا تھا۔ یہاں روزانہ انتظار رہتا تھا کہ دفعتاً ۳۰ر اگست کی تحریر سے یہ متوحش خبر معلوم ہوئی کہ موصوف پر ۲۵ر تاریخ کی شام کو فالج کا حملہ ہوا اور داہنے جانب ہاتھ، پیر اور چہرہ پر اثر ہے۔ زبان بھی موٹی ہو گئی۔ بات پوری سمجھ میں نہیں آتی ۲۶ر کا لکھا ہوا خط یہاں ۳۰ر کو پہونچا دفعتاً اس سنگین علالت کی خبر نے سبھوں کو بیحد پریشان و متفکر کر دیا۔ فوراً اکسپریس تار دریافت خیریت کا دیا گیا اور بیچینی سے جواب کا انتظار تھا نو دس گھنٹہ انتہائی پریشانی میں گذرے ۹ بجے شب کو تار ملا کہ طبیعت مائل بسکون ہے۔ خداوند کریم سے ہر وقت دعا ہے کہ بھائی صاحب موصوف کو جلد بالکل صحیح و تندرست فرمائے۔ ممدوح گذشتہ نومبر میں کلکتہ تشریف لے گئے تھے اور اس وقت سے برابر ہر ج مزاج کی اطلاعیں آتی رہتی تھیں جس سے ہر وقت تعلق رہتا تھا۔ خدا کرے اس عرصہ میں مرض کے اثرات بڑی حد تک زائل ہو چکے ہوں۔ اور طبیعت مائل بصحت ہو۔

(۲) مولوی حامد حسن علوی ہنوز بمبئی میں ہیں بجلی کا علاج ہو رہا ہے پہلے کے مقابلہ میں مرض میں کمی ہونے کی اطلاعات آئی ہیں۔ دودھ وغیرہ اب بآسانی حلق سے اترتا ہے۔ اللہ شفاء کامل و عاجل عطا فرمائے۔

(۳) منشی محمد نسیم علوی (محلہ گڑھی) لکھنؤ میں علاج کیلئے مقیم ہیں۔ بخار اب نہیں آتا ہے مگر پیٹ میں درد ہوتا ہے۔ کمزور ہو گئے ہیں خدا شفا دے۔

(۴) اہلیہ حاجی ظفر الملک علوی کو اس علاج سے کچھ نفع معلوم ہوتا ہے۔ لیکن ہنوز آنتوں کی خشکی رفع نہیں ہوئی ہے۔ غذا ابھی بہت قلیل ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ جلد تمام شکایات دفع فرمائے

متفرقات :- (۱) صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے لکھنؤ شہر کے لئے اجناس کے جو نرخ تھوک و خوردہ فروشوں کے لئے مقرر کرکے اعلان کیا اس میں دیہاتی رقبہ کے لئے گیہوں دیسی نمبر اول و دوم کا نرخ شہری رقبہ سے فی سیر ۱۲ چھٹانک زیادہ رکھا ہے۔ یعنی گیہوں ع۱ (تھوک)، ۱۰ سیر (خوردہ)، ۹ سیر گیہوں ع۲ (تھوک) ۱۰ سیر ایک چھٹانک (خوردہ) ۹ سیر ۱۳ چھٹانک۔

حکم میں درج ہے کہ جو شخص یا اشخاص مقررہ نرخ سے گراں فروخت کرینگے یا اس نرخ سے بیچنے سے انکار ہوگا یا اسٹاک روکیگا تو ایسا شخص یا اشخاص مستوجب سزا ہوں گے۔ نیز غلہ فروشوں کو یہ بھی ہدایت کی گئی ہے کہ اجناس میں آمیزش کرنے کی کوشش بھی حکم کی خلاف ورزی سمجھی جائے گی۔

حادثۂ وفات :- شیخ شاکر علی عباسی (داماد حافظ غلام جیلانی) جو عرصہ سے علیل تھے اور اس طرف حالت بہت زار ہو گئی تھی ۳۰ر اگست ۱۹۴۱ء (یکشنبہ) بمقام لکھنؤ ۸ بجے دن کو انتقال کیا بعمر ۷۰ سال إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ مرحوم بڑے نیک اور خاموش طبیعت کے انسان تھے۔ مرنجان مرنج زندگی بسر کی مناقشات اور جھگڑوں سے الگ رہتے تھے۔ ملازمت کا زمانہ نہایت نیکنامی سے گذارا اور ۱۹۳۵ء میں پنشن لیکر مستقلاً لکھنؤ میں مقیم ہو گئے تھے۔ مرحوم نے تین بیٹے اور دو بیٹیاں اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ ہم اس حادثہ میں مرحوم کے صاحبزادوں (شیخ شوکت علی عباسی پروفیسر اشتیاق علی عباسی ایم اے۔ شیخ محمد سجاد عباسی بی اے) اور دونوں صاحبزادیوں (اہلیہ منشی محمد جواد علوی۔ اہلیہ مولوی قمر الدین علوی) و دیگر اعزہ سے دلی اظہار ہمدردی کرتے ہوئے رسم تعزیت ادا کرتے ہیں اور خداوند کریم سے دعا کرتے ہیں کہ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا ہو۔ نعش لکھنؤ سے کاکوری لائی گئی تھی اور خاندانی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔

مرحوم کو بواسیر کی شکایت عرصہ سے تھی اور کچھ دنوں سے خونی کیفیت پیدا ہو گئی تھی۔ مواد و خون ہر وقت جاری رہتا تھا۔ ڈاکٹروں نے کینسر تجویز کیا تھا لیکن ضعف و نقاہت کی وجہ سے آپریشن کی ہمت نہ کرتے تھے۔ ہر طریقۂ علاج کے ماہرین سے رجوع کیا گیا اور بہتر سے بہتر علاج ہوا لیکن مشیت ایزدی یہی تھی۔ زندگی کے دن پورے ہو چکے تھے

اذا جاء اجلهم لا يستقدمون ساعة ولا يستاخرون

باہتمام سید توسل حسین یونائیٹڈ انڈیا الیکٹرک پریس لکھنؤ میں چھپوا کر سید محمد شبیر لودین نے دفتر کاکوری اخبار، مولوی محلہ دلال ملی، کاکوری سے شائع کیا۔